
LUCKNOW
1931
1931
कीमत पेशगी

پانچسو روپیہ انعام

معمائی بنائی ہوئی شبیہ کو [illegible] کی عجیب [illegible]

تین دن میں پورا انعام۔

اگر سیکڑوں [illegible] ہوں۔ اشتہار بازی [illegible] کے حلقہ [illegible] کرکے [illegible] ہوں والی [illegible] کر کے [illegible] حاصل کریں۔ [illegible] انعام [illegible] ایک ٹکٹ لگا کر [illegible]

قیمت صرف دو روپے (عگار)

اکمل کشور رام نمبر ۱۰ پوسٹ کتری سرائے گیا

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید تجمل حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ اوراق عجب دلچسپ [illegible] اور شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد [illegible] ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجئے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت سنہ ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتب خانے میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اسکے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل ہمارے یہاں موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔

اودھ پنچ ہر دل عزیز پرچہ ہے۔ اسمیں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے۔

منیجر

چند درسی نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان [illegible] بچوں کے [illegible] ہیں۔ [illegible]

بچوں کے کلام [illegible] نظم [illegible] قیمت

بچوں کے کلام [illegible] بچوں کو سکھانے کے لئے ہیں قیمت ……

دلچسپ [illegible] (۱۳۶) صفحات کا مجموعہ [illegible] قیمت ……

دلچسپ [illegible] بچوں [illegible] قیمت ……

سلیس نظمیں [illegible] قیمت

[illegible]

المشتہر

ناظم انصاری [illegible] روڈ بمبئی نمبر ۸

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں معمولی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ [illegible] مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک [illegible] کرتے ہیں اور [illegible] اودھ پنچ صرف اپنی [illegible] ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی [illegible] سیاسی [illegible] انشاء اللہ سال بھر [illegible] کا۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کوئی ایسا شاگرد [illegible] مدارس کے ساتھ [illegible] تصدیق [illegible] ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کیجائے گی یعنی [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) طالبان مفت [illegible] قیمت کا بار نہیں اٹھا سکتے [illegible] سالانہ خریداروں سے قیمت [illegible] اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ [illegible] جاری کرا دیں [illegible] سے فائدہ اٹھائیں [illegible] ہے۔

(۴) [illegible] اشاعت کے [illegible] خریداروں کے [illegible] اس عادت کا علاج [illegible] ہے کہ آپ حضرات [illegible] مقصود نہیں ہے [illegible] نہیں ہوتا۔

(۵) جو مضامین اودھ پنچ کی مسلک پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۶) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ [illegible] ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۵۰ نمبر ۲۲

مضامین

۳۰ جون سنہ ۱۹۳۱ء

معروف اسکافی کا قصہ
حتی یحی الحمل

(دُنباله ماقبل)

حاتم کرم کو سمجھا بجھا کے شہزادی صاحب تو محل میں گئیں اور عروق شوہر پرنا سمجھانے لگیں غرض چل گیا شوہر کو تعاقب سے نجات ملی یہی غنیمت ہے۔ مگر ہمارے دوست میاں معروف جو گھوڑے سے بیٹھ کے تلاش حال ہو موہوم" میں گھر سے نکلے تو گھوڑے کی مرضی پہ اپنا سفر چھوڑ دیا۔" چل بھائی جہاں تیرا جی چاہے " عیش و عشرت کے خواب جو دوسروں کی بدولت نظر آتے تھے سب کافور ہو چکے تھے۔

سو تیں امید کی خواب پریشاں ہو گئیں
سامنے آنکھوں کے آئیں اور نہاں ہو گئیں

دل میں نے قول کے ساتھ کوئی بھلائی کی تو قع ہو یا نہ آئی ہاں صبر ہے بنا سکے گھر سے اجڑنے کا غم افسردوں کی صورت میں اسکا اسکے نوحان لگائے لگے۔ رو گھوڑی رات بھر سے چلتے تھے غرض تک نرم کی ٹولی سرپٹے شنگری پہ قدمے کی چال دیکھتے رہے۔ اب آنتیں قل ہو اللہ پڑھنے لگیں معدے نے ووں ووں کا تقاضا شروع کیا۔ حلق نے بہت دینگ کہ سائیں برکت سے پھر لگو، پرواہ کر کھیلا ہنسروں سے کام کیا چلتا۔ دور سے ایک کسان ہل جوتتا دکھائی دیا۔ بک اُسی طرف مڑ دی۔ "السلام علیکم۔ علیکم السلام۔"

کسان: "شاید جناب فلاں غیابی بیس سے ہیں۔"

معروف: "ہاں بھئی۔ مگر بھوکا بہت ہوں۔"

کسان: "اللہ واسطے۔ تھوڑی دیر اس درخت کے نیچے دم لیجیے۔ گاؤں نزدیک ہے۔ میں ابھی جو کچھ میسر ہے حاضر کرتا ہوں۔"

معروف: "ارے بھئی تم کو یہاں خالی ہاتھ کھڑے ہو پھر کس برتے پر مہمان بناتے ہو؟"

کسان: "خداوندا آپ تھوڑی دیر صبر کریں۔ گھر پہ آگر تکا ہے۔ میں ابھی آپ کے واسطے دانہ اور گھوڑے کے واسطے گھانس لے کے حاضر ہوں گا۔"

معروف: "اگر نصیب یہی ہے تو پھر تمہاری نسبت میں خود جلدی پہونچ سکتا ہوں۔ تم کیوں زحمت اٹھاؤ؟"

کسان۔ "خدا کے یہ جو غریب کسان کی آس نہ توڑیے۔ گاؤں والے مجھے طعنہ دیں گے کہ ایک مہمان کا پیٹ نہ بھر سکا۔ دوسرے گاؤں کوئی بہت بڑا آباد مقام نہیں چند گھر ہیں۔ نہ بازار ہے۔ نہ دکان۔ لیکن دیر میں پہونچ جائے گا آپ وہاں پہونچ بھی گئے تو کسی نہ کسی کے یہاں مہمان بننا پڑے گا۔ پھر مجھ میں کیا کیڑے پڑے ہیں؟"

کسان بیل اور ہل چھوڑ کے گھر کی طرف روانہ ہوا میاں معروف نے دل میں کہا: "بیٹھے سے بیگار بھلی؟ آؤ ذرا زمین جوتنے کا تجربہ بھی کریں۔ بھوک بھی بہلے گی وہ کسان بیچارہ کام بھی جو ہوا اسکا کام بھی ہو جائے گا۔" چنانچہ اور کود دام اٹھایا ہاتھ کی رسی ہاتھ میں پکڑی ہل کی لکڑی پر ایک پاؤں جمایا۔ ہاتھ سے دم تھامی اور سرزانے لگے تک تک تک بیل۔ تو ہلا بھیا کی۔ تورری بہنی کی۔۔۔۔ ہاؤں ہاؤں۔! کبھی دُم مروڑی کبھی ٹہنیا ما۔ ما بیلوں نے نئے آدمی کی حرکت سے اعراض کیا۔ اپنی اپنی بھینڈی چال چلنے لگے۔ چند لمحہ گزرنے کے بعد ہل کی پھار نہ جانے کس چیز میں اٹک گئی کہ بیل اپنے مقام پر جم گئے۔ یہ لاکھ لاکھ دم مروڑتے ہیں مگر بیل صرف سینگ ہلا کے گردن ہلاتے اور کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آخر سبب کی تلاش پر یہاں معروف مجبور ہوئے نرم مٹی بھار کے پاس سے ہٹائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پھار ایک بڑے آہنی حلقے میں اٹک گئی ہے۔ ناحق وہ قوم کھڑے بیچارے کو الزام دیا۔ اب جستجو کے شوق سے پیٹ میں جو ہے چھوٹے کہ یہ کیا چیز ہے۔ بیلوں کو ایک جانب ٹھیرایا۔ مٹی نرم تھی آسانی اکھڑنے لگی غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سنگ مرمر کی چٹان میں یہ حلقہ پیوست ہے چٹان چکی کے پاٹ کی طرح گول تھی اور زیادہ بوجھل نہ تھی۔ ہل کی لکڑی کی مدد سے اسکا کونا ابھرا انھوں نے بیلوں کی رسی کھول کے حلقہ میں باندھی اور دوسرا سرا اسکا بیل کی گردن میں باندھ کے ہنکایا۔ پتھر اپنے مقام سے ہٹ گیا اور ایک غار نظر آیا جسمیں نیچے جانے کو سنگ مرمر کی نہایت شفاف سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ میاں معروف غار میں اترے اور ڈرتے ڈرتے آخری زینے تک پہونچ گئے۔ دھوپ ڈھل چکی تھی آفتاب کی ترچھی کرنیں غار کو روشن کیے ہوئے تھیں۔ انھوں نے دیکھا کہ یہ ایک مربع کوٹھری ہے جسکے ایک جانب چھوٹا سا دروازہ لگا ہے بہت موٹی زنجیر ہے۔ سان شتر کے برابر قفل پڑا ہوا ہے۔ ایک پتھر سے زنگ خوردہ قفل کو اپنی قسمت پہ تکیہ کے توڑا۔ دروازہ ہاتھوں ہاتھ کھل گیا۔ ایک چھاردانگ کا مکان ظاہر ہوا۔ خوش نصیب کہکے اندر قدم بڑھایا دیکھتے کیا ہیں ایک طرف سرخی ہے دوسرے کونے میں لعل سرخ تیسرے میں زمرد بیحد چوتھی جانب کنکر پتھر کی طرح زمرد یاقوت الماس فیروزہ نیلم کے ڈھیر ہیں وسط مکان میں ایک بڑا بھاری صندوق ہے جسکے بیچ کسقدر روپیہ ہو گئے۔ اچھا ہوا کہ غش نہ آگئے ورنہ ہمارے دوست کو دوسرے کی مدد کی ضرورت ہوتی یا ہمارا ہم جو بیچ بیچ انتظار کرنا پڑتا تھکے دور کرنے کے لیے دم لے کے جسے ایک زال بور کا ترشا ہوا ایک صندوقچہ ظاہر ہوا جسمیں جو نسے کے بہرے موتی بھرے ہوئے تھے اسی صندوقچے میں ایک چھوٹی سی ڈبیا رکھی تھی۔ انھوں نے ڈبیا اٹھا کے کھولی اسمیں سے ایک سیاہ پتھر کی انگوٹھی نکلی جسپر کچھ طلسمی نقوش کندہ تھے۔ نقش پڑھنے کے لیے کرتے سے گھسا رگڑا۔ رگڑتے ہی رعد کی سی آواز آئی "حاضر ہوتا ہوں حضور۔ جو کچھ ہو کو کوئی لشکر ہو تو اسے فنا کر دوں کوئی شہر ہو تو اسے آپ کے حکم سے اجاڑ دوں۔ کوئی نئی نہر ہو تو ابھی جاری کر دوں۔ کوئی پہاڑ بڑا ہو اسے بنیاد سے اکھاڑ پھینکوں۔" پہلے تو میاں معروف کو مارے ڈر کے پاجامہ بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی

نگر آرزی تجھے بے جگر طلسم کے معنی۔

انھوں نے پوچھا: "اے بندۂ خدا تو کون ہے جو آواز دیتا ہے مگر دکھائی نہیں دیتا؟" طلسمی مخلوق نے جواب دیا: "خداوند اگر حکم ہو تو یہ غلام اپنی صورت جہاں آرا دکھائے مگر شاید حضور صورت دیکھ کے خوش نہ ہوں اس لیے طالب اجازت ہوں۔ غلام اس طلسمی انگوٹھی کا موکل ہے جو اپنی قوم کا بادشاہ ہے مگر جس کسی کے پاس انگوٹھی ہو اُسکا غلام ہے۔ ستر ہزار جن اس غلام کے تابع فرمان ہیں اور ان میں سے ہر فرد ایک ہزار جن کا افسر ہے۔ اب حضور کا جو حکم ہو وہ بجا لاؤں۔ ورنہ رخصت ہوں۔ جس وقت انگوٹھی کو پھیر کر رگڑیے گا پھر حاضر خدمت ہونگا۔ مگر اتنا یاد رہے کہ انگوٹھی ایک ہی رگڑ دیجے گا اگر دو گھنٹے کرار سے پڑ گئے تو نیچا نب لانکا ڈھیر ہو جائینگے پھر حضور اس غلام کی خدمت سے محروم ہو جائیں گے۔"

معروف: "خیر میں تمھاری ہدایت پر عمل کروں گا مگر یہ تو بتاؤ یہ کونسا مقام ہے اور یہ خزانہ کیسا ہے؟"

موکل: "حضور یہ خزانہ شداد بن عاد کا ہے۔ بندہ اُسکا خادم تھا۔ اُسی کے زمانوں سے یہ انگوٹھی چھپائی تھی۔ اب یہ آپ کی ہے۔"

معروف: "کیا تمھارے امکان میں ہے کہ اس خزانے کو سطح زمین پر نکال کے رکھو اور جہاں میں حکم دوں وہاں پہنچاؤ؟"

موکل: "کتنی بڑی بات ہے۔"

معروف: "اچھا تو نکالنا شروع کر دو۔"

موکل نے اشارہ کیا زمین پھٹی اور نیچے سے جن نکلے جنکے ہاتھوں میں ٹوکریاں تھیں آناً فاناً تمام خزانہ صاف ہو گیا۔ پھر معروف صاحب نے حکم دیا کہ اب یار رعیت کے لاؤ اور صندوقوں میں اسے بھرو۔ تھوڑی دیر میں آٹھ سو صندوق زر و جواہر سے بھر گئے۔

معروف: "اب بیاہ اگر شاہانہ پانچ سو اور تھالی سادہ پیالی شاہانہ درکار ہیں۔"

موکل نے اپنے ہاتھ کو اشارہ کیا سب لوٹ پیٹ کے بھرا انگوٹھی کی شکل میں آگئے۔

موکل: "اب کیا ارشاد ہے؟"

معروف: "ایک خیمہ اسی زمین پر بچھانا کرو اور چند خادموں کو آدمی کی صورت میں خدمت کے لیے مقرر کرو۔"

موکل: "منظور۔"



چہ چکنم

"وہ کہتے ہیں ادھر عاشق ادھر عاشق کدھر جاؤں"

معروف: "اب دنیا بھر میں جتنے نفیس کپڑے تیار ہوتے ہیں اُنکی سو سو گٹھریاں باربرداری کیلیے حاضر کرو۔"

موکل: "غذا و نیا کے لیے تھوڑی مہلت درکار ہے۔"

معروف: "کس قدر؟"

موکل: "یعنی شب بھر۔"

معروف: "منظور۔"

جناب معروف مسند تکیہ لگا کے بیٹھے۔ دسترخوان جنھوں نے بچھایا۔ سونے چاندی کی برتن تھا جنکے سامنے رکھیں۔ ابھی یہ کھانے میں مشغول تھا کہ گسا ایک گھوڑے میں اُبلی ہوئی مسور دال ایک سو لائے جن سو سو تی روٹیاں لیے اپنے کیت میں آ پہنچا۔ تمام زمین کو گھوڑوں خچروں اونٹوں غلاموں سے بھر دیا۔ اس بیچارے نے دل میں سوچا کہ یہ کیا آفت آئی۔ میں یہ جانتا کہ سلطان عالم کی سواری ہے تو بچا ہوا چوتے بھی ذبح کر لیتا۔ اب کیا کروں۔ یہ اسی فکر میں تھا کہ معروف کی نگاہ اس پر پڑی۔ آمادہ کیا کہ اس کسان کو جلد بادولت کے حضور میں پیش کرو۔ کیوں وہ کیا ہے۔ کسان حاضر ہوا زمین بوسی کے بعد مسور کی دال اور روٹیاں ایک کنارے رکھیں۔ اور کہنے لگا: "خداوند نعمت مجھے علم تھا کہ خود بنفس نفیس سلطان عالم نے اس جنگل کو رشک ارم بنایا ہے ورنہ غذا میں حتی الامکان تکلف کرتا۔" معروف نے کہا: "بھائی میں بادشاہ نہیں۔ اُسکا داماد ہوں بگڑ کے چلا آیا تھا اس نے میرے پیچھے غلام روانہ کیے جو ابھی یہاں وارد ہوئے مجھے قسم ہے کہ میں تیری مخلصانہ ضیافت پر اس طعام نفیس کو ترجیح دوں گا۔ اسی مسور کی دال سے پیٹ بھروں گا۔" پھر اس گھوڑے کو اپنے سامنے رکھا اور جنوں کی لائی ہوئی غذا کسان کو دی۔ معروف نے تین تین کے پیٹ میں اتارے۔ بعد اسکے دسترخوان بڑھانے کا اشارہ کیا۔ جن پچے کھچے تھے انھوں نے تھوڑی دیر میں سینیاں اور قابیں صاف کر دیں۔ کسان اپنا گھڑا لے کے جانا چاہتا تھا مگر معروف نے اُسکو طلائے خالص سے بھر دیا اور کہا: "بس جاؤ اگر کوئی وقت پڑے تو دربار میں آنا اور مجھے پوچھ لینا اختلاف مطلب تمھارا پورا ہو گا۔" کسان دعائیں دیتا ہوا بیلوں کی ناتھ ہاتھ میں لے کے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ میاں معروف نہایت اطمینان سے خیمے کے اندر پھر مسند پر جا کے براجمان ہوئے۔

ٹرقی حاضر ہوا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور نعمت عالم کی تعمیل ہوگئی۔ اگر بہ چشم خاص اس مال کو ملاحظہ فرمائیں اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو اسکی اصلاح کی جائے پھر غلام معروف حاضر ہے اور مستحق ہے جیسی ایسا لباس و خلعت ملکا جاتا ہے کہ سلاطین زمانہ کی آنکھ نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔ لباس تبدیل فرما کر حضور سوار ہوں"

معروف "بھائی ابھی ایک کام اور ہے میں شہر شیبان تحسین کے بادشاہ یعنی اپنے خسر کو ایک نامہ لکھنا چاہتا ہوں تم بصورت انسان ایلچی گری کرو"

ابوالسعادات نے فوراً اظہار اطاعت کے لیے سر جھکایا۔ معروف نے خط لکھ کے دیا ابوالسعادات روانہ ہوا۔ جہاں بادشاہ سلامت وزیر سے درفتادگی پر ... کہہ رہے تھے کہ دیکھیے معروف پر کیا گزری ہمارا داماد ہوا ہے نہیں ... سے منہ چھپا کر ... اس نے ابھی ... ہے ... علاج کرتا ... چند سوار ساتھ کر دیا۔ وزیر ... حضور ... کر ... ابھی ...

حضور نے عقل کی آنکھ میں سرمہ نہیں لگایا۔ یہ کیا غفلت ہے۔ اگر حضور کی جگہ غلام ہوتا تو وہ شخص ابھی سپاہیوں کو تلاش میں روانہ کرتا اور اس مکار کو پکڑ بلاتا۔ اب تو دو دن گزر گئے بھلا اب اسکا نشان کہاں مل سکتا ہے۔ ہا ہا ہا۔ واہ رے چلتے پرزے کیا سب کے چونا لگایا ہے کیوں نہ ہو۔ اسی اثنا میں ابوالسعادات ایلچی بدربار شاہی میں حاضر ہوا اور مستعد بہ عرض ہوا کہ شہنشاہ نعمت سلطان عالم ظل اللہ ... آپ کا معزز داماد کا ایلچی ہے۔ میرا آقا سلطان معروف آپ کا ... مع ... قریب داخل شہر ہوگا۔ یہ نامہ ہے ملاحظہ ہو" بادشاہ نے بہ نگاہ غضب وزیر کی جانب دیکھا اور خوشی کے جوش میں خط ہاتھ سے لے کر سیدھا شہزادی کے پاس پہونچا۔ شہزادی اس ... کیسے انجام کیا ہوتا ہے۔ اگر پہلے یہ شخص ... داماد بناتا تو میں کب کی اسکے ساتھ ہو چکی ہوتی ... جب پہلو نشین ہو کر ہم خواب ہو چکا تو ہزار شاہوں کا شاہ ہے۔ بادشاہ کو دیکھ ... شہزادی کا ماتھا ٹھنکا ... بادشاہ کے چہرے پر آثار مسرت کے دیکھ کے منتظر ابتداے کلام ہوئی۔

بادشاہ۔ مژدہ باد تمہارا شوہر اپنے تجمل سمیت قریب داخل شہر ہوگا۔ یہ اسکا خط ہے بیٹی ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ شخص اپنے وقت کا قارون ہے یا ساحر ہے۔ اسکا غلام جیسا لباس پہنے ہوئے ہے میں نے اپنی عمر میں ایسی زرق برق پوشاک نہیں دیکھی۔ میں نے شہر کی آئینہ بندی کا حکم دیا ہے۔ استقبال کو جاتا ہوں تم محل کو آراستہ کرو خود بھی سنگار کر کے بیٹھو۔ وہ آیا ہی چاہتا ہے"

بادشاہ باہر گیا۔ شہزادی کو اسکے ساتھ گیا بھی کہتا یہ اس شخص نے مجھے آزمایا تھا۔ خیریت گزری کہ میری طرف سے اسکے حق میں کوتاہی نہیں ہوئی ورنہ آج سر اونچا نہ کر سکتی۔

یکایک "شہر بچہ کروم دوم" کی آواز فلک تک پہونچی شہر بھر میں غلغلہ ہوا۔ اور سلطان مع ساز و سامان تشریف لاتے ہیں بکلہ شاہ تمام اعیان سلطنت پیشوائی کو گئے تھے۔ انھیں میں معروف کا ہمراز دلی بھی تھا اور اپنے دل میں متحیر تھا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔

سلطان نے جب داماد کا لباس دیکھا جس کی چہرے سے تمام تخت رواں بقعۂ نور تھا تو وہ اس بات نے رہے ہے۔ مارے خوشی کے داماد سے لپٹ گیا پھر دونوں اپنی اپنی سواریوں پر بیٹھ کے دارالامارہ میں آئے۔ ادان بادشاہ کے حضور میں تمام گھریاں

در عدالت ...

مسمی ابوعرض انفصال مقدمہ

...

... وغیرہ ...

...

دستخط حاکم ...

اشتہارات





گرانڈ کلیرنس سیل ... قیمتی چیزیں ... آرڈر میں

... ایک گرانڈ ... دستی واچ ... ایک ... انگوٹھی ... ایک ...

انڈین سٹور کمپنی نمبر ۳۴ ٹیپا ٹولہ اسٹریٹ پوسٹ ... کلکتہ

مال تجارت کی کھولی گئیں۔ دو تھانوں سے اتنا بڑا سنان دکھائی دیا۔ حیران ہو گیا۔ بادشاہ نے فوراً اپنے سارے خزانے کھلوا دیے۔ تھوڑی دیر میں خزانچی نے عرض کیا کہ حضور اب خزانے میں جگہ نہیں رہی اور کوئی محفوظ مقام تجویز ہو۔ فوراً دوسرے مکان خالی کیے گئے۔

علی سوداگر نے معروف کے کان میں جھک کر کہا: اے وزیر مکار! اگر تیری نیت بخیر ہے اور سچ ہے تو خدا تجھے نوازش کی۔ خدا مبارک کرے۔ معروف ہنسنے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد معروف نے ایک اور حکم دیا کہ شہزادی کے واسطے ایک ایسا جوڑا لباس کا حاضر کرے کہ دنیا بھر میں جس کی نظیر نہ ہو۔ جس نے فوراً تعمیل کی۔ محل میں داخل ہونے سے قبل معروف نے آمادگی کہ جس کسی کو مجھ سے قرض کا مطالبہ ہو وہ اور اپنا مال واپس لے۔ ہر ایک قرض خواہ کو چوگنا مال دے کے رخصت کیا۔ پھر شہزادی کے پاس چلا۔

ہزار لعل و ستے ہائے لباس معرق بجواہر و الماس کنیزوں کے واسطے ہمراہ لیے۔ شہزادی نے ان کی صورت دیکھتے ہی سر و قد تعظیم کی۔ قبل و صال و وصل کے بیان میں اب کچھ لطف نہیں کہ ان تک لوگ تھیں گے رجوع ہونے پیا کے تو رسوا کا ہے کام۔

راوی کہتا ہے کہ وزیر پر تردد نے اب یہ کہنا شروع کیا کہ خداوند ملک کی خیر کیجیو۔ داماد صاحب نے لوٹ کے مالک بن بیٹھے ہیں اور لڑکی بیاہی ان کے نفس سے مالک زر و جواہر ہو گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک پر یکا یک متصرف ہو بیٹھیں تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گی۔

بادشاہ نے فرمایا کہ یہ بھی تیرا سوء ظن ہے وہ چاہے تو ویسے کئی ملک اپنے مال سے خرید سکتا ہے دوسرے یہ ملک اسی کا تو ہے بجز شہزادی کے میں اور کوئی اولاد نہیں رکھتا۔ آج بھی ملک اسی کا ہے کل بھی اسی کا ہو گا۔ خوف تو جب ہو جب مجھے کوئی انکار ہو۔ وزیر نے پھر نیش زنی سے کام لیا کہ خداوند یہ سب کہنے کی باتیں ہیں خدا نہ کرے جو کسی صاحب اقتدار سے اسکے اختیارات سلب ہوں۔ کون ہے جو دامار کی امدانی پر قناعت کریگا۔ داماد آستین کا سانپ ہوتا ہے۔ آج گھر بیٹھے تو سر پہ ہاتھ دھر کے رونا پڑے گا۔

بادشاہ جھنجھلایا مگر وزیر کسی طرح غمازی سے باز نہ آیا (باقی آئندہ)

فلسفر

ادبی استفسار

ادیب الملت، علامہ زماں، حضرت ملا... شیخ ... مدظلہ!

اخبار حقیقت مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کے شعر "کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں ... جبین نیاز میں" کی جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب نے شرح فرمائی ہے۔ جو شاید نظر اقدس سے گزری ہو گی شرح کے آخر میں جناب سید صاحب نے ایک نوٹ بایں الفاظ تحریر کیا ہے "کہ سجدوں کا تڑپنا غیر مانوس محاورہ ہے مگر اصولاً درست ہے" براہ کرم "اصولاً درست" کی تشریح فرمائیے اور شعر مذکورہ کی سلیس اردو میں توضیح کر دیجیے۔

(۲) اقبال — جلا تا ہے مجھے ہر شعلۂ دل کو سوز پنہاں سے
تری محفل میں بھی روشن چراغاں کر کے چھوڑوں گا

شعر مذکور میں "روشن چراغاں کرنا" کہاں کا محاورہ ہے؟ کیا یہ بھی اصولاً درست ہے؟

(۳) نغمۂ سحر میں "شعاع آفتاب" سے حضرت اقبال کا خطاب

صبح جب میری نگہ سودائی نظارہ تھی
آسمان پر اک شعاع آفتاب آوارہ تھی

تشریح — "نگہ سودائی نظارہ" اور لفظ "آوارہ" کے معنی نیز استعمال محل پر آپ کی رائے مطلوب ہے۔

حضرت ناصح کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان سطور کو پڑھکر اس عریضہ کو ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیں کیونکہ آجکل آپ کو سیاست کی بری طرح جا لگی ہے۔ اور ادبی بحث و تحقیق آجکل آپ ایسے بھاگتے ہیں جس طرح نام نہاد مسلم خلیسٹ پارٹی جداگانہ انتخاب سے یا ... مسلم اتفاق سے آخر میں گزارش ہے کہ ناصح کا انتخاب ہمیشہ کے لیے اودھ پنچ کے چند کالموں کو لطیفی ادبی نکات ز ... کے لیے وقف کر دیں۔ فقط والسلام۔

آپ کا ... عبدالرشید خاں بلیلوری تی ... ایل ... (ایجنٹ)

پنچ — اسکا جواب بحقیقت میں شعر نہیں کیا ہے۔ سید مرتضیٰ حسین صاحب کی راقم ... سجدوں کا تڑپنا ہرگز محاورہ نہیں ہے اور نہ غیر مانوس ... لیکن ایک غیر مطبوع اجتہاد ہے۔ اگر حضرت ... صاحب کے نزدیک اصولاً درست ہے تو ڈاکٹر صاحب ہی کے ... وہ آپ کو بتا دینگے۔ ... کے معنی ہم گزشتہ جلد اودھ پنچ میں لکھ چکے ہیں آپ کی فرمائش سے مختصرًا یہاں بھی لکھے جاتے ہیں۔

شاعر حقیقت منتظر یعنی حقیقت جسکے انکشاف کی دنیا منتظر ہے سے فرمائش کرتا ہے کہ جلوۂ جمال کے مجازی صورت قبول کرے۔ کیونکہ اہل دل کے بے دیکھے سجدہ کرتے ہی نہیں بنتی اور جبین نیاز کے ... بانتظار صورت مجازی ہزاروں سجدے بجلی کی طرح تڑپتے پھر گھٹ کے دم رہ جاتے ہیں۔

یہاں کے ایک صاحب یدالاذہن ظریف شاعر نے اسی کی تقلید میں یہ مطلع نظم کیا ہے ؎
کبھی اے حسین گنار ... نظر آ ... سمعی ... میں

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۲ سنہ ۱۹۳۱ء

عدالت ... ایڈیشنل جج صاحب بہادر ... لکھنؤ

... ساکن ... چوک ... لکھنؤ ... مدعی

بنام

۱۔ ... سنگھ ولد ... سنگھ
۲۔ ... ولد ... سنگھ
۳۔ ... سنگھ ولد ... سنگھ

اقوام ... ساکنان ... ضلع ... رائے بریلی

... مدعا علیہم

بنام مدعا علیہ کے ... کے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
... کا جواب دیجیے ... کوئی اور شخص جو جواب ...
[illegible]
[illegible]
[illegible]
... تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ... سنہ ۱۹۳۱ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ...

مہر عدالت



متفکر

دیکھئے نتیجہ کیا ہو؟ بل تو منشاء پر صحیح نہیں معلوم ہوتی۔



آمادۂ سفر

بندہ بہر حال خوش۔ جو آج ہے وہی کل بھی ہوگا۔


نیک مشورہ
بیگم صاحب! میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر
پائدار خوشبو کے عمدہ عطر درکار ہیں تو
"اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ"
سے طلب فرمائیے ان کے ٹیلیفون کا نمبر ۱۳۹
اور تار کا پتہ "عطر" لکھنؤ ہے

کہ بنا دعا ہو کے پھانک کے چوپڑ پر نگھا دے
اگر عہد سے تجاوز کئے ہیں اور انکار تو پناہ اصلاح درست ہے "تو پھر بھی مینڈک کی طرح پھدک سکتے ہیں اور یہ بھی اصلاح درست ہے۔

دوسرے شعر کے بارے میں اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ "چراغاں" کرنے کے معنی چراغ روشن کرنے کے ہیں۔ "روشن" یہاں حشو ہے۔ ممکن ہے کہ دور کیا کے نزدیک یہ اصلاح درست ہو۔

تیسرے شعر پر بھی اودھ پنچ میں قبل ازیں رائے ظاہر کی جا چکی ہے۔ نگاہ کا سودائی نظارہ ہونا بھی ایک اعتبار ہے اور ایک شعاع کا زمین پر نکل جانا پرے آوارہ" پھرنا بھی اعتبار ہے۔ نگاہ نظارہ کی سودائی تھی اس لیے آہ سے ایک آوارہ شعاع نکل گئی جو نیمہ پائندہ" مشہور ہے۔ اگرچہ نگاہ اور شعاع دونوں مؤنث ہیں تاہم انکا مل بیٹھنا۔ بیٹھے سے بیکار ربطی پر قیاس کرکے غنیمت ہے۔ جناب نماداں غور فرمائیں۔ ورنہ گناہ ہو گا۔

آپ فرمائش کیجیے یا نہ کیجیے اگر کوئی ادبی مسئلہ سامنے آجاتا ہے تو بغیر سبب ورعایت قول فیصل سے حتی الوسع ہم گریز نہیں کرتے۔ بشرطیکہ متخاصمین سے کوئی صاحب ہم سے استصواب فرمائیں ورنہ وہ فرض میں نام لکھوانا اپنا شیوہ نہیں۔ رہا یہ کہ پولیٹکل اصلاحات پر ادبی اصلاح مقدم رکھی جائے یہ دشوار ہے ادبی مباحث ہیں لفظی اور پولیٹکل مباحث میں عملی لفظی خصومت کا خطرہ ہے کم اور پولیٹکل جنگ جنتا میں نوبت تا بزندگی تک آجاتی ہے لوگ ہسپتال جیلخانے بلکہ قبر کی سیر کرتے ہیں۔ فافہم۔

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

"آب حیوۃ"

کیمیاگروں میں ایک دوہا مشہور ہے ؎
شہد سہاگا گھی۔ سوئی دھات کا جی

بیچے اگر سی کشتے کو زندہ کرنا مقصود ہو توان تینوں چیزوں کو گھسوا اور کشتہ دھات اسمیں ڈال دیں وہ پھر اپنی اصلی صورت پر آجائے گی اسلیے اسکو آب حیات کہتے ہیں اور اگر اس عمل سے کشتہ زندہ ہوسکے تو سمجھو کہ کرسلیمانی اعجاز کے اثر سے کشتہ زندہ ہوا۔

اخبار زمیندار نے ہماری برادری والے ابھی ابھی اگر ہیں اور ان میں سے اکثر ہندوستانی ریاستوں کے کشتہ بنانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ مگر انکا بنایا ہوا کشتہ کسی دوسرے کے عمل سے زندہ نہیں ہوتا۔ یہ کشتہ اسلیے بناتے ہیں کہ ریاست کی جانب سے جو مہا کے اجزا ان کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔ دولت بے دولت کا شہد سہاگا کھلوا کے تڑ تڑا کے گھی کا پیالہ۔ سہاگا ہم اپنے پاس سے ملا دینگے۔ ورنہ قبول کیجیے کشتہ ہونا۔ اس کشتے کی پہلی آنچ دو مرغیوں کے بنوا کے دانوں سے شروع ہوتی ہے۔ فقط۔

(۱) خاص نامہ نگار رسمی کبوتر خیال کے گلے میں نامہ باندھ کے اطلاع دیتا ہے کہ فلاں ریاست کی انتظامی حالت بہت عظیم ہے کثرت اخبار اس قسم کے پہنچ رہے ہیں جنکا افشا اسوقت خلاف مصلحت ہے لیکن اگر ہماری اس تنبیہ پر رئیس نے توجہ نہ کی یعنی شہد اور گھی کا ہمارے واسطے انتظام نہ کیا تو وہ دن دور نہیں جب ہم نظامی کی بچوں کے روے سیاہ سے نقاب خفا دور کرنے پر مجبور ہونگے۔

(۲) سنا ہے کہ فلاں رئیس کا برتاؤ اپنے بھائی بندوں کے ساتھ نہایت نادرست ہے بالکل خلاف انصاف ہے کہ ساتھ بانی کی گاڑھی کمائی تنہا رئیس فلاں اپنے حلقوں میں صرف کریں اور بھائیوں کو شہد گھی نہ بنائیں۔ حکومت برطانیہ کو توجہ کرنی چاہیے ؎

ستم ہے قہر ہے اندھیر ہے قیامت ہے
کہ ہم تو کئی تین ایالی سرکی شمس کھائے

(۳) تازہ اخبار کی ہم رسانی کا اعلیٰ انتظام

ہم نے اخبار کے ناظرین با تمکین کو جلد سے جلد خبریں پہنچانے کا نہایت اعلیٰ انتظام کیا ہے آپ جانیئے وائرلیس ٹیلیگرافی کا سامان تو ہمیں پہلے ہی سے حاصل تھا مگر اسکے ماہر ابو الفضل ہندوستان میں بہت کم تھے اسلیے اکثر خبروں کی فراہمی میں تعویق و تاخیر ہو جاتی تھی

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۲۰۳ سنہ ۱۹۳۱ء

[illegible]

بنام

[illegible]

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری بوقت ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

سمن بغرض انفصال مقدمہ

[illegible]

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

صفدر اب ہم نے یہ خط طلب کیا ہے کہ بموجب قانون
سلام انسانی کے کس حد تک [illegible] نہ لکھنے والے
[illegible] ہیں [illegible]
جب [illegible] کی ایک نقل ہمیں بھی مل جاتی ہے۔
ہمارے کارندوں کے ذریعوں سے اور ہز ہائینس کے
کا تبادلہ اعمال سے [illegible] ہے کہ
بسا اوقات [illegible] ہونے لگتی ہے
یہ ان کا نوٹس چھپنے لگتے ہیں وہ ان کا۔ ہمیں امید ہے
کہ ہز ہائینس اس جادہ نظام خبر رسانی کے نتائج سے
غفلت نہ اختیار فرمائینگے اور ساتھ ہی ریاست کی مالی حالت
جلد درست فرمائینگے (تاکہ ہمیں ہمارے لیے کچھ اور
شکایت کی گنجائش نہ رہ سکے) ان ارید الا الاصلاح ما
استطعت (و بجز اصلاح کے ہمارا اور کوئی مقصد نہیں
حتی الامکان ہم اصلاح کی سعی کرینگے)

(۴) ہم نے اپنے کسی مقالے میں خان بہادر نواب
[illegible] جنگ [illegible] الدولہ [illegible]
کے متعلق لکھا تھا کہ اگر ہز ہائینس والی ریاست ان کو
اپنا مدار المہام مقرر فرمائیں تو نہایت مناسب ہے
کیا معنی کہ جناب [illegible] کو امور ریاست
میں کافی تجربہ ہے۔ جناب موصوف نے ایسے گذشتہ
زمانے [illegible] جنہوں نے بارہا الجھی ہوئی [illegible] کی
گتھیاں سلجھائی ہیں۔ ہز ہائینس [illegible] کی تربیت
فرما سکتے ہیں اور والی [illegible] سے بھی ہمارے قول کی
تائید [illegible] ممکن ہے۔ [illegible] بات یہ کہ ہم
جناب موصوف تک رسائی رکھتے ہیں۔ سمجھ لیجیے
کہ اگر ہماری رائے پر عمل ہوا تو ہمیں [illegible]
ضرور مل جائے گا بس یہی اصلاح ہے!۔

(۵) سنا گیا ہے کہ نواب [illegible] نے [illegible]
روپیہ صرف [illegible] میں صرف کر دیے اور ریاست کی
آمدنی کم ہو کر تین سو کی [illegible] نواب صاحب
کا ایک [illegible] میں [illegible] تھا۔

الغرض ان خبر رسانوں کی آج کے [illegible]
نے [illegible] کیا۔ اگر [illegible] تو [illegible]
[illegible] سے ملک [illegible] کر لی اور مطلق توجہ نہ کی۔ اور
اگر [illegible] تو [illegible] سہاگ کی

سرنی [illegible] ہے۔"

ان [illegible] کے ساتھ ہی [illegible] ہمیں بھی
ہز ہائینس کی خدمت میں بایں عنوان [illegible] عرض کرنا
کہ [illegible] پرنسپل سکریٹری سے بخوبی واقف ہے
بربنائے اطلاعات جو [illegible] احباب [illegible] اسکی تمام
[illegible] میں [illegible] ہے اب بھی [illegible] ہو سکتی ہے [illegible]
"[illegible] بر سر [illegible]"

ہمارے ایک نامہ نگار صاحب نے لکھنؤ کے ایک
اخبار کی کاغذ پر [illegible] چھپی ہے جسے طوالت کی
وجہ سے ہم نے درج نہیں کیا۔ اس پرچے کا نام
ہم نہیں لیتے اگر لوگوں کو پڑھنے کا شوق ہے تو وہ
خود ہی سمجھ لیں کہ لکھنے کے نام کتنے ہیں۔

چونکہ [illegible] لب معشوق کو بھی کہتے ہیں اور
ایشیائی معشوق کا کام ہے جھوٹ بولنا۔ اسلیے کوئی
مواخذہ اس بات پر نہیں ہو سکتا کہ اس نے کیوں
یہاں کے ایک سرکاری عہدہ دار کو [illegible]
اور انکے برادران عزیز کے درمیان [illegible]
اور خبر مشہور کر دی کہ وہ [illegible] اسی غرض سے گئے تھے
یہ [illegible] ہوا۔

نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ خبر بالکل غلط ہے
شاید کسی افیمچی کے دماغ سے نکلی ہے [illegible]
ایک سرکاری عہدہ دار کو واسطہ ہی کیا۔ ہم کہتے
ہیں کہ ہاں بھائی افیمیوں کی دکان ایک زمانے میں
وہیں تھی اور [illegible] افیمیوں سے۔ ہمارے نامہ نگار
دوست براہ نوازش جب تک ظرافت پہلو سے
بائیں مضمون کو طول نہ دیں تو بہتر ہے۔ دیگر واقعات
جو اس مضمون میں [illegible] ہیں ظرافت کی غازہ کاری
کے محتاج ہیں۔

ہائے [illegible] سہاگ تھی؟ ہائے [illegible] آپ [illegible]
ہیں ایسے مل جانے سے دونوں کے [illegible] ہوتا۔
ہمارے نزدیک ریاستیں اگر اخبار نویسوں کی
دھمکیوں سے اور [illegible] سازی سے نجات
حاصل کرنا چاہتی ہیں تو خود ہی اپنی ریاست کی
صحیح خبروں کی اشاعت کا ذمہ لیں ورنہ [illegible]
ہم [illegible] پہنچانے کی فکر ہر وقت دامنگیر رہے گی۔

خط در سلسلہ عالیجناب [illegible] مرزا [illegible] بیگ

جناب اڈیٹر صاحب [illegible] تسلیم
اخبار ہمدم مورخہ ۱۸ جون [illegible] میں ایک خبر
میرے متعلق چھاپی گئی کہ میں نے برادران [illegible]
رامپور [illegible] صاحب کے درمیان میں صلح
کرانے کی کوشش کی یہ خبر بالکل غلط ہے اسکی
بھی کوئی اصلیت ابھی تک نہیں ہے کہ میرا تقرر
بعہدہ جج ہائیکورٹ رامپور میں ہونے والا ہے
میں نے اس خبر کو نہایت تعجب سے دیکھا اور ایک
خط اڈیٹر صاحب ہمدم کو بھیجا کہ وہ اپنی اس
اطلاع کا ذریعہ بتلائیں جس کا جواب انھوں نے
ابتک نہیں دیا اور نہ میرا خط شائع کیا براہ مہربانی
آپ میرے اس خط کو شائع فرما دیجیے۔ تاکہ غلطی
دور ہو فقط

(نقل دستخط مرزا [illegible] بیگ)

مرگ نو

بیچارے شریف حسین انگورا؟ [illegible]
[illegible] سرکار انگریزی [illegible] آدمی صاحب
[illegible] تھے۔ ترکوں پر مصیبت آئی تو انھوں نے سوچا
کہ لاؤ اپنا چراغ الگ جلائیں سنتے ہیں کہ شامی [illegible]
کہا [illegible] ہم نصیب آزادی کی نعمت [illegible] جب
[illegible] تو آزادی [illegible] صاحب [illegible]
کی جیب [illegible] قیمت مانگنے [illegible]
ہوئی [illegible] اچھے مقام [illegible]
انکاری [illegible] آزادی نے [illegible] کے
[illegible] ابن سعود سے [illegible]
کرنے۔ یہاں کیا تھا ؎

(خسرو [illegible])

[illegible] اگرچہ آزادی ابھی تک ان کے
[illegible] نہیں [illegible] تاہم ؎

[illegible]

بہر حال ؎

چل بسے [illegible] خالی [illegible] ہو گیا

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے ہوا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال سنگیت کے جز علمی پر
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد و ہوریاں اس کتاب میں اُنکے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے لیئے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا مدد گی سے کام نکال سکتے ہیں راگ کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار ہے۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ